Edited

U1
L324m.

—میں

اور

تو—

مظفر احمد لاری

Cat

ناشر

غالب اکاڈمی

بنارس

عنوان

میں اور تو

مصنف .. .. .. مظفر احمد لاری

پیدایش .. .. .. چہارشنبہ ۳ر فروری ۱۹۴۰ء گھٹنی۔ ضلع دیوریا۔ یوپی

وطن .. .. .. قصبہ لار ضلع دیوریا

رہایش گاہ .. .. .. خاندروڈ۔ لکھنؤ

تعلیم .. .. .. ایم۔ اے۔ لکھنؤ یونی ورسٹی

کاتب .. .. .. ر۔ ح

طابع آفسٹ .. .. سردار پریس۔ لکھنؤ

تعداد .. .. ایک ہزار

پہلی بار .. .. مئی ۱۹۶۵ء

قیمت .. .. دو روپے پچاس پیسے

ملنے کے پتے

آل انڈیا میر اکاڈمی۔ لکھنؤ۔ دانش محل۔ امین الدولہ پارک۔ لکھنؤ

ادارۂ فروغ اردو۔ لکھنؤ

نذر

تیری صورت، تیری میٹھی آواز
کو جو گھٹ کے رہ گئی ہے سینے
میں میری حسرت بن کر

میں اور لوگ

میں ایک راہی —— سحر کے مرغزاروں سے نکل کر تپتی دھوپ کی ویرانیوں کو طے کر کے شام کے دھندلکوں میں راہوں کے نہ ختم ہونے والے کنارے پر کھڑا ہوں —— اپنے شعور کو جگا کر روح رواں سراپا حیات سے ہمکنار ہونے کی تمنّا لیے ایک راہی، میں ایک راہی ہوں —— نیم غنودگی کے احساس میں دور بہت دور روشنی کی اک کرن تڑپ اٹھتی ہے۔ ان خوش رنگ لکیروں کو اپنے سپنوں کی تعبیر سمجھ کر میں مسکرا دیتا ہوں۔ اور پوچھتا ہوں، تو کون ہے اے روشنی کی کرن؟ کیا میری منزل —— ؟ وہ پھوٹتی ہوئی شعاع اور قریب ہو جاتی ہے۔ اور جواب دیتی ہے،

میں امید کی ایک کرن ہوں ـــــ اور پوچھتی ہو، تو کون ہے ـ ؟ میں جواب دیتا ہوں ـــ ایک راہی ـــــ اور پھر پوچھتا ہوں کیا تو ہی میری منزل ہے ـــــ ؟ وہ ہنس کے کہتی ہے

میں راہ سفر میں مشعل راہ اور ہر قیام پر ہمت کی آواز ہوں ـ میں نہیں جانتی کہ منزل کہاں ہے اس لیے کہ میں نے ہمیشہ سفر کیا ہے ـــــ اور میں ایک ٹک دیکھتا رہ جاتا ہوں دور سے پھوٹتی ہوئی امید کی اس کرن کو ـ اور سوچتا ہوں کیا وہ بیداری خواب تھا اور یہ خواب تعبیر ـــــ ؟

لکھنؤ

۱۳ مارچ سنہ ۱۹۶۵ء

مظفر احمد لاری

○

آؤ، آؤ ــــ اور ہمیشہ آتے رہو
اے مختلف مذہبوں کے پجاریو
اور اقوام کے جستجو جو آتے رہے ہو
اور تم بھی جو دشمن بن کے حملہ کرتے تھے
آؤ، اور دستک دو ہند کے عظیم دروازے پر
پاکیزگیٔ قلب کے ساتھ،
جیسے سمندر کی اڑتی ہوئی لہریں گلے مل رہی ہیں ساحل سے
یہیں سے شروع ہوتا ہے ماں کی آغوشِ محبت کا تیرتھ استھان

○

میں تیری تخلیق ہوں، میرے محبوب! اور تو میرا خالق
تو یہ بات جانتا تھا کہ آفاق کے سارے اسرار
وقت کے دھارے میں بہہ جائیں گے
زندگی، جوانی، دولت اور عظمت
سبھی اس پردۂ رنگ و بو کو چاک کر کے
بیابانوں میں کھو جائیں گے ذرات کی آندھی بن کر
لیکن تیرے اشکِ حسرت قطرۂ شبنم کی طرح ٹپک پڑے
آرزوؤں نے ہستی کے پیچ و خم کھول کر
اوس کی اس بوند میں زندگی کی آنچ بھر دی
موجِ نفس کی طرح دائمی ہو کر رہنے کی خواہش نے
تیری حرارت فکر جمیل کو پیغام حیات دیا
اور تو نے اپنے درد دل کے ساغر میں
میرے جسمانی حسن و جمال کا وزن بھر دیا

لطافت، ندرت، تجلّی اور لوچ لیے
ایک شمعِ یقیں کی طرح میرا متناسب جسم
تیرے الجھے ہوئے خوابوں کی تعبیر بن گیا

○

کیا تو صرف ایک خیال ہے ؟ اے پیکرِ جمال !
میرے سسکتے ہوئے افسانوں کا انبار ؟
آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تخئیل ؟
ڈوبے ہوئے لمحوں کی یاد ؟
اگر نہیں، تو منزل ہے میرے ہوش کی
تو پھر کیوں نہیں کھلتے تیرے لب ؟
دیکھ میری طرف !
نہ سہی میری طرف، خود کو دیکھ
اپنے نفسِ خیال سے چھو کر میں نے
تجھے حدت، حرارت اور حیات بخشی ہے
تیرے الجھے ہوئے خد و خال کو اپنی تپتی روح سے تاباں بنایا ہے
آرزوؤں کے بکھرے ہوئے نیم جاں تصوّرات کو
حسین یادوں سے سجا کر

بھرپور جوانی اور ایک بے مثل جمال دیا ہے
اف۔ تیرے یہ بوجھل پپوٹے، دلفریب ابرو، نلنی کی طرح بھیگی یہ کنواری آنکھیں
اور جنت کی طرح پاکیزہ روئے حسین
تیری زلفِ ہستی کی رگ رگ میں الجھی ہوئی مست جوانی
جیسے چٹکتی ہوئی کلی کی طرح انگڑائیاں لیتا ہوا خمار
ہائے ۔۔۔ کندن سے دمکتے یہ رنگین نظارے کیسے دیکھوں
وقت کے ٹھہرے ہوئے سناٹے میں تو بھی خاموش ہے
میرے دل کی آواز سُن
ہر دھڑکن ایک مسلسل جھنکار ہے
میری نبض پر ہاتھ رکھ کے دیکھ
ہر نفس میں ہچکیوں کے دھارے ہیں
نہ جانے کب سے کھڑا ہوں ایک شوقِ بیکراں لیے
کسی ایک لمحہ کے انتظار میں
اپنے خوابوں پر امیدوں کے رنگ محل سجانے کے لیے

لہ سنسکرت میں کنول کے پھول کو کہتے ہیں۔

○

میری یہ پاگل امیدیں
میرے درد کا درماں نہیں
مجھے زندگی چاہیے
درد سے بھرپور ہی سہی پر آزار نہیں
اور انھیں پریشان سی امیدوں سے گھبرا کر
جنوں خیز خیال کے سہارے
تیری طرف دیکھتا ہوں اور سوچتا ہوں
یہ سیمیں جسم جو مدتوں سے تاریکی میں چھپا ہوا تھا
میری محبت کی نرم کرنوں نے تراشا ہے اسے
روشنی کے مینار میں ڈھالا ہے اسے
اس کی مثال نہیں
اور یہی سوچ کر پا لیتا ہوں تجھے

○

اے بے مثل روپ!
بھر دے مسرت سے میری اس محبت کے لطیف دامن کو
اپنے پپوٹوں میں پتھرائی ہوئی آنکھیں متحرک کر
اور گھنی دبی ہوئی پلکیں اٹھا
تاکہ ان جھپکتی ہوئی پلکوں سے
بج اٹھے میرا سازِ دل
جس کی ہر لَے سے ابھر رہا ہو میری امیدوں کا سورج
اوشا کی پہلی کرن لیے
اور میں مغموم فضاؤں کو، المناک سکوت کو، سسکتی آہوں کو، محرومی و ناکامی کو
دفن کر دوں ماضی کی تڑپتی تانوں میں
آہ — کھول اپنی ان دو آنکھوں کو
یہ چھلکتے ہوئے دو جام پی جانا چاہتا ہوں میں
ٹوٹتا ہوا نشہ

تحلیل کر رہا ہے میرے سارے وجود کو
دکھ درد سے بھرپور تاریکی کے دھوئیں میں

○

جوانی کے نشہ میں ڈوبے ہوئے تیرے جسم کا ہر لوچ
جیسے بربط کے تھرتھراتے ہوئے تار
جن پر بکھرا ہوا ہے میرا نغمۂ عشق
اور یہ بیدار عشق بے تاب تمنا بن کر
منتظر ہے تیرے دھڑکتے دل کا
کہیں محبت کی ہر سانس حسن و نزاکت پر گراں بار تو نہیں ؟
کیا تو وہی ہے جو میں نے تجھے بنایا ہے ؟
یقین دلا مجھے ——— !
تیری ہر آہٹ پر کان لگائے بیٹھا ہوں
سچ مان !
تو ہی ہے میرا ارمان میرا سپنا
پہچان خود کو
تیرا مجسمہ میرا خیال بن کے نور سے جگمگاتا ہے

O

کھوئی ہوئی سی ہنسی، حسن کے کچھ گمنام اشارے
اک اچٹتی سی نظر اور سرگوشیاں
بخش دے یہ دل نوازیاں میری امید کے ویرانے کو
میری موہوم سی خواہش اور بے کیف تصوّر
ہے اسی گھڑی اور اسی دن کے انتظار میں
اس حکایت، اس جانکاہ تسلسل کو
اور دراز نہ کرو
کہیں شہر تمنا تاریک راہوں میں گم نہ ہو جائے
اور میری بے کسی
روتے روتے ابدی نیند نہ سو جائے

○

اے پتھر کی دیوی!
تو اجنبی وادی میں پڑی ہوئی تھی
دشت فراموشی کی خاک میں لپٹی ہوئی سنگلاخ زمین پر
میں نے تجھے دیکھا، میں نے تجھے پہچانا
اور سنسان راہوں کو چیر کر جذبات کی تڑپ سے فضا کو بھر دیا

اپنے پریم کے پرگداز اور ملائم ہاتھوں سے
ہیرے اور جواہرات کے انبار سے بھی قیمتی
ہفت رنگ کی جادو بھری قوس قزح سے بھی رنگین
پھولوں کی مہک سے بھی لطیف
تجھے چاندنی کی طرح پرسکون اور خاموش لاثانی مجسمہ میں ڈھال دیا

آہ — میرے جذبات پھر بھی بے چین ہیں

بار بار میں تجھے دیکھتا ہوں
جسے میں نے سندرتا کا سراب بخشا ہے، روح کی حقیقت نہیں
تجھ میں نئی کونپلوں کی نرمی ہے، نمو کی قوت نہیں
نئے شگوفوں کی تازگی ہے، حیات بخش خوشبو نہیں
کسی بیل کی طرح لپٹی ہوئی ــــ یہ تیری طویل زلفیں
لیکن ــــ یہ زلفِ عنبریں نہیں
ہائے ــــ کیا کروں میں ؟
صرف ایک لمبی سانس لے کر، اے محبوبہ!
تجھے دھیرے سے پکارتا ہوں میں
لیکن میری رسائی گفتار سے باہر ہے
واپس لوٹ آتا ہے بے لفظ و بیاں
میرا پیام ــــ ایک المناک سکوت لیے
کیوں تیرے ہونٹوں پر خاموشیوں کے پہرے لگے ہیں؟

○

تجھے کیا بتاؤں کہ کیا ہے تو
میرے بیان سے باہر ہیں تیرے حسن و جمال کے نظارے
تیری آنکھوں میں حسن و جوانی کے گرداب
جیسے بھرپور رفتار سے بہتی ہوئی بل کھا رہی ہو ندی
تیرے رخساروں پہ ایک غیر محسوس طوفانی شباب
جیسے ہزاروں مشعلیں جل اٹھی ہوں تیرگی کے طوفان میں

آرزوؤں میں الجھے یہ حسین خد و خال
جس میں تحلیل ہو گیا ہے چٹکتی ہوئی کلی کا کنوارپن
ادس کی طرح جھلملاتا تیرا لطیف پیکر
جس میں صبح سے شام تک سنورا ہوا رنگوں کا امتزاج
تڑپ رہا ہے بے شمار روشنی کی لہروں کی طرح
تیرے یہ ایک دوسرے سے پیوست خمیدہ ہونٹ
جیسے دن اور رات کے خاتمے پر

صبح کی شفق میں، تھکی ہوئی شام کے افق میں
ٹوٹی ہوئی انگڑائیوں کے پیچ و خم
سچ تو یہ ہے کہ تو ایک نغمۂ بیکراں ہے — لیکن بے صدا

○

اے میری بے ارادہ تخلیق !
اس سے پہلے کہ میں سب کچھ فنا کر دوں
اپنی محبت، تیرا حُسن
پھر بلاتا ہوں تجھے ایک بار
دیکھ ـــــ سر جھکا کے دیکھ
تیرے سینے پر طویل زلفوں کا بوسہ
شبِ وصل میں ستاروں کے جواہرات بکھیر رہا ہے
طوفان سے بھرے میرے جذبات کے سرچشمے
پھیلے ہیں تیرے چاروں طرف
دھواں دھواں سا پرسوز تنفس
لپٹا ہوا ہے تیرے مرمریں جسم سے
تیرا پیکرِ جمال
چمک رہا ہے ماہِ کامل کی طرح، دمک رہا ہے بجلی کے آویزے کی طرح

اور میرا دھڑکتا دل
بے تاب ہو کر لوٹنے لگتا ہے
تیرے قدموں میں
دھڑکنوں کے انبار لگ جاتے ہیں
جیسے پت جھڑ کے موسم میں بکھرے ہوئے پتوں کا ڈھیر
لیکن تو نظر جھکا کے بھی نہیں دیکھتی
کہ تیرے قدموں میں پڑے ہوئے کسی کے کانپتے جذبات
تیرے لیے ہیں ___ صرف تیرے لیے

O

شاید اب تجھے کوئی غم نہیں، کوئی خوف نہیں
اپنے حسن و جمال کے فرطِ نشاط میں کھو کر، میرے محبوب!
تو یہ بھول گیا
کہ تو شاہکار ہے میری آنسوؤں میں ڈوبی تخیّل کا
مت بھول کہ جس لمحے میں نے تجھے مکمل کیا تھا
اسی دم تو اپنا نہ رہا
تیرا حُسن، تیرا جمال
موسوم ہو گیا کسی فن کار کے نام
اور وہ فن کار میں ہوں
اسی لیے تو میرا ہے
زندگی اور موت کی شاہ راہ پہ
میرا ہم سفر
پَل پَل کا ساتھی

○

اگر میں تجھے فنا کر دوں
تو اسی پل
کائنات ٹھٹھک کر رک جائے
پہاڑ کے پہاڑ ڈھیر ہو جائیں
درد و کرب اور بے چینی کے انبار کے انبار
سما جائیں دھرتی کے سینے میں
اور تیرے ٹوٹے ہوئے سیمیں جسم سے
نکلتا ہوا میرا ہر موجِ تصوّر
کر دوں گرداب لیے لاوے کا سمندر بن جائے
یہ آگ اگلتے ہوئے چشمے
جوالا مکھی کے پہاڑ بن کر
نیلے آسمان کی تہوں میں سما جائیں
اور سارا آکاش ٹوٹ کے گر پڑے قیامت بن کر

ایک دہشت انگیزی، ایک خونریزی
کیا یہی چاہتا ہے تو؟
نہیں!
اے میرے حسین شاہکار تو کبھی یہ نہیں چاہ سکتا!

O

لوگ پوچھتے ہیں — تو کون ہے ؟
اور میں کہتا ہوں —— !
تو میرے ابھرتے احساس کا روپ ہے
دھڑکتے دل کی کائنات ہے
لطیف آرزوؤں کی خلش ہے
اور دماغی کاوشوں کی جھلک ہے

اور — تو میرا ہے
صرف میرا —— !
میں تجھے فنا نہیں کر سکتا
اس لیے کہ خود فنا نہیں ہونا چاہتا
تو، تو نہیں، میں ہوں
میں، میں نہیں، تو ہے

اور اسی لیے میرے دل کی صدائیں

محبّت کی لہروں سے گونجتی ہوئی
پکارتی ہیں تجھے ——— !
بے تاب جذبات سے لبریز ہوکر
کائنات کی ساری جشن زندگی کو ٹھکرا کر
نئی نئی ابھرنے والی یادوں کو پھینک کر
اور میں یادداشت کے پردے پر
سن رہا ہوں
صرف تیرے قدموں کی آواز
ناچتی ہوئی، ابھرتی ہوئی
پائل کی جھنکار
یہی ہے حُسن کا راز

○

اب برداشت نہیں ہوتا
احساس کی زنجیر میں بندھا ہوا درد
تیرگی میں پھنسی ہوئی بے تابی
تیری یادوں سے تسلسل باندھ کر
میں نے مرگِ تبسم کے سوا کیا پایا؟
صبح و شام تیرے دلکش روپ کے حسین خواب دیکھ کر
برسوں اپنے تصوّرات کو یوں ہی لٹاتا آیا ہوں
لیکن —— پھر بھی میرے ہاتھ کچھ نہ آیا
تیری آغوش میں سرمایۂ حُسن[1] کا انبار لگا کر
کانپتی آہوں اور تھرتھراتے اشکوں کے سوا کچھ بھی نہ پایا
اب تک تیرے دل کا راز نہاں ہے میری نظروں سے

---

[1] حُسن کا سرمایہ اس سے کی گئی محبّت ہے۔

خواب پریشاں کے گھنے اندھیرے میں
اتنا معلوم ہے کہ وہاں
خوشیاں ہیں ایک پرسکون ندی کی طرح
حُسن اور موسیقی کی لہروں سے لبریز
لیکن یہاں ——— !
راز و نیاز کی نادیدہ بہاریں
جبیں سائی کے کرب بےچینی میں ڈوبی ہوئی تمنائیں
ہجر کے خلا میں بھٹکے ہوئے ماہ و انجم کی طرح
تیرے قدموں سے لپٹی ہوئی ہیں
اب تو اٹھا اپنی گھنی جھکی ہوئی پلکیں
اور دیکھ میری طرف
نہ سہی میری طرف
دور ——— کہیں بہت دور
جتنی دور تو دیکھ سکے
کہیں تو ملیں گی۔ ———
تیری اور میری نگاہوں کی حدیں

نہیں ——— یہ بھی نہیں

تو آ ۔۔۔ اے میرے خوابوں کی افسردہ تعبیر!
میں اپنے جذبات کے بوجھ سے آزاد ہو کر
دیوانہ وار شوقِ وصال سے یکا یک آگے بڑھ کر
تجھے چمٹا لوں
اپنے سینے سے لگا لوں
اور ۔۔۔۔ اور تو میرے پریم بھرے سینے سے لپٹی رہے
اس وقت تک ۔۔۔۔۔۔!
جب تک کہ تیری تخ بستہ تمناؤں کی اٹھتی جوانی میں
میری روح کی جلتی آرزؤں کی گرمی
گھُل نہ جائے
اور امید کی پلکیں کھل نہ جائیں
اب برداشت نہیں ہوتا
احساس کی زنجیر میں بندھا ہوا درد
تیرگی میں پھنسی ہوئی بے تابی

○

دیکھ اے دوست!

آج بھی یہ سلگتی ہوئی شام
جیسے بے کسی کا چراغ
دن کے ڈھلکتے ہوئے آنچل کا سہارا لے کر
یہ ڈوبتی کرنیں
روشنی سے دھو رہی ہیں
پریشان سی امید کے اندھے دیپک کو

اور میں ڈوبتے وقت کے ساتھ
دور ـــــ بہت دور چلا جاتا ہوں
حسن کے لاثانی جمالوں کے انسار سے دور
لیکن یہ پرسکوت ایوان، جیسے بھیگی رات کا سناٹا
جہاں ذہن سرگوشی کر رہا ہے

ایک غیر مرئی مترنم سرسراہٹ سے
ریشمیں ہونٹ، برق پاش نگاہیں، پلکوں کی چھاؤں، سینے پہ راز گیسو اور پاکیزہ چہرہ
گونج رہا ہے ایک نغمہ، بے نام
میرے حریم خیال کے پُرسوز تنفس پر
اور کرب نے بے چینی سے آلودہ
تصور کی لکیریں
زیر و زبر کر رہی ہیں عضو عضو کو

میں کہاں چلا جا رہا ہوں؟

دور بہت دور
شاید ہجر کے بیکراں سناٹے میں
لیکن یہ خاموش آہٹیں
جیسے شفق لے رہی ہو انگڑائی
ہاں — یہ تیری ہی یاد ہے
مبہم اور تاریک خیال
جیسے کوئی دھندلکوں سے پکارتا ہے
لیکن ہائے، ایک جانس کی تاخیر

اور امید کی ساری قندیلیں بجھ گئیں
اب اک حسرت بھری نگاہ
لیکن ہجر کا لامتناہی سناٹا

اب یہ کھلی اور بدنصیب آنکھیں
جن میں جل رہی ہیں آنسوؤں کی قندیلیں
سوزش اور جلن سے بھرپور
اور دائمی نقوش کا رقص
لیکن بے حس و حرکت
اور سنگیت بے آواز
میری بھیگی ہوئی پلکوں کی رقص گاہ پر
ایک ٹیس کی صورت
اور آنسوؤں کی لکیر
ایک غم کی داستان
لیکن موہوم سی خواہش
امید کے ویرانے میں ایک جانکاہ تسلسل
میرے دوست میں سو جانا چاہتا ہوں !

یہ آگ، یہ جلن، یہ تڑپ
ابھر رہے ہیں ڈوبے ہوئے لمحے
نہیں سجانا چاہتا خوشبوؤں کی سیج
آرزوؤں کی شبستان
آخر وہ کون سی خواہش ہے
جس کے سہارے
وہ کون سی زندگی ہے
جس کے لیے
میں ڈوبتا جا رہا ہوں روح کی گہرائی میں
نئی راگنیاں لیے
جاگ اٹھتا ہے میرا جیون

اب یہ ڈوبتی ہوئی شام
میری لے سے اُبھر رہا ہے سورج
اپنی حجاب منزل سے نکل کر
ہر سانس کا پیغام ——— !
ہر لمحہ راحت

گھُل جاتا ہوں میں
کھو جاتا ہوں میں
آہ! تیرے ہونٹوں پر ایک تبسم آکر لوٹ گیا
اور میرا یہ آخری سہارا بھی لرز کر ٹوٹ گیا

○

دیکھ سورج ڈوب رہا ہے!
اور افق پر چھائے ہوئے بادلوں میں
سورج دھوپ چھاؤں کی آنکھ مچولی کھیل رہا ہے
کیا وہ بھی طوفان میں ہچکولے کھاتے میرے ذہن کا مذاق اڑا رہا ہے؟
ہائے رے قدرت کی ستم ظریفی
میں تڑپ رہا ہوں، اور تو خاموش ہے
کیا میں تیرا نہیں؟
یا تو میرے لیے نہیں؟

کب اٹھے گا تیرے سینے سے طوفان
تاکہ بہا لے جائے یہ بے حسی کا باندھ
ہے یہ حقیقت پسِ پردہ
کہ میں تجھے بھلا نہیں سکتا، اور اپنا بھی نہیں سکتا

تو کیا ہیں یاد بھی نہیں آسکتا؟
یہیں پر بغاوت کی بو آتی ہے
ڈرتا ہوں میں تیری گرمیِ حُسن سے
اور اپنے جذبات میں بھڑکتے ہوئے شعلوں سے
یہ ڈھلتی ہوئی شام

سوز و گداز کی لَو سے
پگھل رہی ہے افسردہ شعاعوں میں
اور میرے پاس میرے نزدیک
زمین پر شام کے لمبے سائے
یہ دن بھی ڈھلتے ڈھلتے تھک کے خاموش ہے
اور ہانپتی ہوئی ہوا
وہ بھی خاموش ہے

لیکن دور آکاش میں افق کے پار
روشنی کی کرن اب بھی تڑپ اٹھتی ہے
اور میں ڈھونڈھ رہا ہوں
شام کے اس بڑھتے ہوئے سائے میں

جھلملاتی ہوئی کرن کے سہارے
کہاں ہے تو، کہاں ہے تو؟
جسے امرت سمجھ کے پی جانا چاہتا ہوں
چھپا لینا چاہتا ہوں اپنے دھڑکتے ہوئے دل میں

دیکھ ——— میرے اس تصور، میرے اس خیال سے
اندھیرا کانپ رہا ہے
لیکن میں ایک ٹک دیکھ رہا ہوں
تیرگی کے اس ساکت حرم کے اندر
جہاں میری متحرک روح قید و بند کی زنجیروں سے گھائل ہے
اور میں نکل پڑتا ہوں اپنی اتھاہ تمنا کی گہرائیوں سے
دل و جان کی دھڑکنوں سے ٹکریں مارتا ہوں
لیکن پھر بھی بھٹکتا ہی رہتا ہوں

ایک غلط امید کے سہارے

کیوں جی رہا ہوں میں؟
بیکار جستجو ہے یہ

وہ راز و نیاز جس کی خواہش ہے
وہ مسرت جو چاہتا ہوں میں
کیا میرے لیے نہیں ؟
اک بھٹکتی نظر، شاید محبت کی ایک جھلک
بہت ہے میری آرزوؤں کی کائنات کے لیے

ہائے رے یہ ناکام آرزو

کہ ریت کی بنیاد پر
رنگ محل سجا رہا ہوں
اور آغوش میں لے لینا چاہتا ہوں
تیرے حسنِ جہاں سوز کو
ہے ہی کیا میرے پاس
کیا لامحدود محبت ؟
لیکن اس لازوال حسن کے آگے کچھ بھی نہیں

آہ ـــــ یہ ناکامی کی چوٹ اور تڑپ
کیا کروں میں، کہاں جاؤں ؟

کہاں پاؤں تجھے
میرے آنسوؤں کی بوندوں میں
تیرا بے نیاز وجود
پیوست ہے میرے وجود سے
کیا یہی ہے تیری فتح ؟
یا میری کامیابی کی دلیل ؟

○

اور کتنا ستائے گی تو مجھے!
کب تک نہیں بولے گی تو مجھ سے؟
میں تجھ سے ہی پوچھتا ہوں ـــــ اے اجنبی حسینہ!
تیرے دل کی بات؟
کیا ہے من میں تیرے میرے لیے؟
لیکن تو دیکھتی ہے اپنی مدھ بھری آنکھوں سے
اور ہنستی ہے اپنی مدھر ہنسی
میں سمجھ نہیں پاتا تیرے جذبات، من میں چھپے ہوئے راز
تو چپ چپ سی چور نگاہوں سے دیکھتی ہے
اور میں تڑپ اٹھتا ہوں
کیف میں ڈوبے ہوئے کرب سے
دیکھ! دور مغرب میں ڈوبتا ہوا سورج
میری سوزِ محبت کی دہکتی آگ سے جل رہا ہے

ڈرتا ہوں پگھل کے گر نہ پڑے کہیں یہ سارا آکاش

اے اجنبی حسینہ دیکھ! میری ان پرخیال نگاہوں میں
جن میں اندھے جذبات سے بھرا ہوا جل ہے
اور خوف وشبہات سے تھرتھراتی ہوئی پلکیں
کہاں ہے اس گریہ بیکراں کا کنارا ؟
اور رواں ہے تو اسی کے اوپر ایک ناؤ کے مانند
اپنے آنچل کے پردے پھیلائے ہوئے
میرے یہ آنسوؤں کے سیلاب
کیا تیرے لیے چنچل اور شریر لہریں ہیں ؟
دیکھ! دیکھ ـــــ پھر سے دیکھ
میری ان درد، اذیت اور گھاؤ سے بھرپور جنوں خیز نگاہوں میں
جہاں پڑ کے تڑپ اٹھتی ہے سندھیا کی کرن بھی

تو کیوں کھیل رہی ہے میرے گریہ مضطرب کی مچلتی موجوں سے ؟
آ، آ ـــــ اتر لے ان لہروں سے بھرے ساگر کے پار
نہ کھیل جذبات کے اٹھتے ہوئے جوار بھاٹا سے

ڈرتا ہوں کہیں تو بھی
ڈوب نہ جائے اس ڈوبتے ہوئے سورج کی طرح
جل نہ جائے جلتے ہوئے بادلوں کی طرح
پگھل نہ جائے شیشے کے آسمان کی طرح

یہ تیری بے آواز ہنسی اور نگاہوں کے کھیل
اُتھل پتھل نہ کر دے زندگی کے دھارے کو
بند کر لے اپنے خندہ لب کی سرگوشیاں
اور نہ کر میری روح کو چور چور
نہ دیکھ مہر و الفت کی غلط انداز نظروں سے
تیرا تصور جاگ اٹھتا ہے
اور خواب بیداری میں پکارتا ہوں میں
کہ اے اجنبی حسینہ، چل میرے ساتھ
دیکھ مغرب کی طرف دور تک پھیلے ہوئے بیکراں آسمان میں
دھندلی روشنی شبِ فراق کے ڈر سے تھرتھرا رہی ہے
میری امید کی طرح ——— !
لیکن تو پھر وہی جواب دیتی ہے

نیم باز آنکھوں سے
اور ہنس دیتی ہے بے آواز ہنسی

نہ تڑپا، نہ ستا، نہ کھیل مجھ سے!
یہ خاموش جذبات کا ساگر
لیکن بے چین ہیں اس میں تمناؤں کے طوفان
آہ ـــــ وقت بہتا جا رہا ہے ہوا کے دوش پر
میں پچھم کی طرف دیکھتا ہوں
جہاں میرے احساسات کا سورج آگ کا گولہ بن چکا ہے
تپش اور گرمی سے مجبور
غوطہ لگا رہا ہے جذبات کے سمندر میں
اب اٹھے گا طوفان، اب مچے گی ہلچل
دور تک پھیلے ہوں گے جوالا مکھی کے پہاڑ

پھر پوچھتا ہوں تجھ سے ایک بار
کہاں لے چل رہی ہے مجھے؟
کیا وہاں ہم آغوش ہوں گے ملن کے سائے ـــــ؟

پھر وہی نگاہوں کے غلط انداز
بے آواز ہنسی، اور وہی خاموشی

اب تو اندھیرے سائے بھی پھیل گئے چاروں طرف
شام کی کجلی میں سنہرا نور چھپ گیا
اب صرف آواز آتی ہے تیرے قدموں کی
اور ایک مست سی خوشبو تیرے بدن سے اڑ کے آتی ہے
بے چین ہو اٹھتا ہے میرا دل
بے سدھ ہو جاتا ہے میرا سارا جسم
بے صبر دل اور پیاسی نگاہوں سے ڈھونڈتا ہوں تجھے
تیرگی کے اس سیلاب میں
اور تڑپ تڑپ کر بیقرار آواز سے پکارتا ہوں
کہاں ہے ـــــ کہاں ہے تو ؟
لیکن اب سنائی نہیں دیتی تیرے قدموں کی ہلکی آواز بھی
بس دور سے آتی ہوئی ایک خوشبو کا احساس ہے
اور پاگل ہو اٹھتا ہوں میں ـــــ
اس احساس سے، دور سے آتی ہوئی سُگندھ سے

بے چین ہو کر میں اپنے ہاتھ پھیلاتا ہوں
کہ آ — سمیٹ لوں اپنے بازوؤں میں تجھے
بٹھا لوں اپنے دھڑکتے ہوئے دل کے اندر
لیکن آہ — تیرے تصوّرات بھی
موجِ سُراب کی طرح پھسل کر اندھیرے میں گم ہو جاتے ہیں

ہائے، کیا میں جو چاہتا ہوں غلطی سے چاہتا ہوں
ایک دھوکا، ایک گہرا فریب
اے جانِ جہاں، نہیں چاہیئے مجھے اپنے پریم کی قیمت!
جا — چلی جا اپنے روئے حسین کو لے کر
ہٹا لے اپنی زلفوں کی چھاؤں
کہیں اپنا درد مٹانے کے لیے تیرے دل میں درد نہ جگا دوں
اپنی پیاس بجھانے کے لیے تیرے جذبات میں سیلاب نہ اٹھا دوں
درد و کرب سے چیختی میری آوارہ روح کی پکار
کہیں تیری راتوں کی نشیلی نیند کو خواب پریشاں نہ بنا دے

لیکن — لیکن میری آرزوؤں کی یہ بے کسی

دل میں چھپ چھپ کر جلنے والی پریم کی یہ آگ
اے اجنبی حسینہ!
اگر آ کر اچانک پکار دوں تجھے
تو چلی آنا میرے ساتھ
نہیں تو اکیلا ہی لوٹ جاؤں گا
اس وسیع کائنات کے سناٹے میں
محبّت سے سرشار، تشنگی کا احساس لے کر

○

پاگل ہو کر پوچھ اٹھتا ہوں کون ہوں میں ؟
کیا ایک بت تراش ؟
جو کبھی اب کوئی بت نہ بنا سکے گا
کیا ایک مصوّر ؟
جو کبھی اب صفحۂ قرطاس پر رنگ آمیزی نہ کر سکے گا
کیا ایک شاعر ؟
جس کے اشعار اب اس کے نہ رہے
یا ایک عاشق ؟
تنہائیوں میں خود کو کھو دینے والا
یا پھر ایک ٹوٹا ہوا تارہ ——— جلتا ہوا، سُلگتا ہوا ؟
بیکراں خلا کے سناٹے میں آوارہ گرد

پاگل ہو کر پوچھ اٹھتا ہوں کون ہوں میں ؟

کیا سکندرِ اعظم ؟
جو آبِ حیات کے پاس سے بھی پیاسا واپس آ گیا
یا ایک بھونرا ؟
وہی مارا مارا پھرتا ہوا آوارہ گرد بھونرا
جو ہر پھول سے یہ پوچھتا ہے
کیسے پاؤں اس نلنی کو ــــ مانسرور میں کھلے نلنی کو
میں ڈوب جانا چاہتا ہوں کمل نین میں
جو مانسرور سے بھی گہری ہیں
کیا یہ سچ ہے ؟
بتاؤ نا ـــــــ !
پاگل ہو کر پوچھ اٹھتا ہو کون ہوں میں ؟

○

اے میری رُوح سے قریب ترین شے!

دیکھ یہ آغازِ سحر!
ابھرتے ہوئے سورج کی یہ پہلی کرن
جس میں توسِ قزح منقش ہیں
دلوں کے اندر ایک خاموش صدا دیتی ہے
اور کھلکھلا کے ہنس پڑتی ہیں خواہشات کی دھڑکنیں
امنگوں اور ترنگوں سے بھرپور گاتے ہوئے گیت
یہ اجنبی دنیا جاگ اٹھتی ہے
اور تو بھی تکمیلِ آرزو کی دعائیں مانگتی ہوئی
خوشی کے گیت گاتی ہے ——!

لیکن میرے لیے یہ صبح

اور سورج کی یہی کرن

کس انداز سے اترتی ہے
سوز و گداز کا ایک دریا بہا لائی ہے
خواہشوں کی یہ موجِ سراب
میرا وہ خواب اب ٹوٹ چکا ہے
اور روح جاگ اٹھی ہے
لیکن ابھرتے سورج کہ یہ کرنیں
ہوس کا جال بن کر جکڑ لیتی ہیں مجھے
قید و بند کی زنجیروں میں
اور کسی پاگل، سودائی کی طرح
میری روح جسم کے اس زنداں میں تڑپ اٹھتی ہے

اے میری رُوح سے قریب ترین شے!
سلا دے میری اس جاگتی ہوئی روح کو
مچلتی ہوئی روح کو
کیا کروں اس جان کی بیقراری کو
روک لے میری ان کرب دبے چینی کی پُر خلش سانسوں کو
آہ۔۔۔۔ یہاں کوئی بھی نہیں میرا

تو بھی نہیں!
لیکن ایک بات کہتا ہوں
کہ میں تجھ سے پیار کرتا ہوں
اور کرتا رہوں گا
لیکن میں تجھ سے کچھ بھی نہیں مانگتا!
میری روح خواہشوں کا انبار نہیں
غم زدہ شکستہ حال اور گم کردہ لامحدود خلا میں
شب و روز تنہا اور بے سہارا دھڑکنوں کا انبار
یہی ہے میری آوارہ روح کا جھلکتا ہوا راز
بیکراں آسمان میں پھیلے ہوئے اندھکار کی طرح

○

تنہائی کے درد سے کراہتے ہوئے جذبات
اور میرے سینے میں دھڑکتے ہوئے دل کی صدائیں
پکارتی ہیں تجھے ——— !
کہاں ہے تو، کہاں ہے تیری محبت ؟
کہاں ہے تیرا روپ ؟
جس پر مرکوز ہو جانا چاہتی ہیں میری نگاہیں
کہاں ہے تیری زلفوں کا سایہ ؟
جس کے گھونگھٹ سے چاندنی میں نہایا ہوا تیرا روپ جھلملاتا ہے
آ، آ، آ ——— کہاں ہے تو ؟
آ کے دیکھ میری طرف
اور اٹھا اپنی سیاہی مائل پلکیں
میں ڈوب جانا چاہتا ہوں ان کی چھاؤں میں
تیری آنکھوں کی اتھاہ جھیل کی گہرائیوں میں

شام کی ڈھلتی ہوئی کرن کی طرح

محبّت کی اس لامحدود روشنی میں
تیرے پیکرِ حسن کی پرچھائیں
بے توجہی سے جھلملاتی ہے
پھر بھی میں محبت کی دنیا اسی کے گرد سجاتا ہوں
میرے جذبات کے بڑھتے ہوئے مسلسل دھارے
ہر لمحے امنڈتے ہوئے محبت کے طوفان
تیرے آفاقی حُسن کو پیار کرتے ہیں
اور میں سمیٹ لینا چاہتا ہوں تجھے اپنے بے تاب بازوؤں میں
سمو لینا چاہتا ہوں اپنے تن بدن کی آگ میں

لیکن میرے تصورات کی پکار
صدائے بازگشت کی طرح لوٹ آتی ہے
حدِ نظر پر تو اب بھی موجِ سراب کی طرح لہرا رہا ہے
کتنا کم جانتا ہوں تیری دنیائے حسن کے بارے میں
نہ جانے کتنے نگر بسا رکھے ہیں

تونے اپنے دھڑکتے ہوئے دل میں

یہ ظاہری اطوار کی دلکش رونمائی
موجوں کا پہاڑ لے کر بڑھتا ہوا رسموں کا ساگر
اور رواجوں کے اٹھتے ہوئے ریگستانی بگولے
جھلسا دینا چاہتے ہیں تیرے لافانی حُسن کو
ڈبو دینا چاہتے ہیں تیرے لطیف وجود کو
لیکن میں ــــــــــ؟
سمیٹ لوں گا ان شیطانی بیابانوں کو
ایک چھوٹے سے گوشے میں دھڑکتا ہوا میرا دل
دیوار بن کر کھڑا ہو جاؤں گا نفسانی خواہشات کے سامنے
میں ان انجان راستوں پر اپنی چھوٹی سی جان لے کر
تیری طرف بڑھتا ہوں، اے حُسنِ آفاق!

○

آہ! میں آگاہ ہوں اپنی کمزوری سے
پھر بھی اے حسن کے ساگر
میں ایک چھوٹی سی ندی کی طرح
بھٹکتا ہوں تیری تلاش میں
ایک نہ شکست کھانے والے حوصلے کے ساتھ
میں شاعر نہیں ــــــ
پھر بھی تیری محبت میں راگ الاپتا ہوں
میری دھنوں میں رنج والم کے دھڑکتے زیر و بم
تجھ سے تیرے حسن جہاں سوز کی بھیک نہیں مانگتے
بلکہ لرز اٹھتا ہے یہ سارا ماحول
میری شعلہ بار پکار سے
دھڑک اٹھتا ہے دھرتی کا دل
میری آہ سے

رک جاتا ہے نفس جہاں
میری کراہ سے
میرے درد و الم میں ڈوبے ہوئے سُر
ہزاروں لرزشیں جاگ اٹھتی ہیں اس کی سوزش سے
کیا میرے دل کی یہ پکار
خواہشات کی صدا ہے؟
آہ، میں آگاہ ہوں اپنی کمزوری سے

○

کچھ کسر ہے، کوئی کمی باقی رہ گئی ہے
حالانکہ نہ جانے کتنے خاموش لمحوں میں
اپنی روح کو درد و اذیت کی لذت سے آشنا کیا ہے
بے خوابی کا ایک عظیم سیلاب تیز آبشار کی طرح
میرے دل کی گہرائیوں میں تیری یادوں کے سر چشمے بہا لایا ہے
تاکہ تیری رفاقت حاصل کر سکوں
میری روح تیری روح کے لمس کی لذت حاصل کر سکے

لیکن بہت دور ــــــــ بہت دور ہے
تیرے بے مثال حسن کی روشنی
ایک عظیم خلا
سونے پن کا بے پناہ سیلاب لیے بیچ میں حائل ہے
اسی لیے سوچتا ہوں

وہ منزل بہت پُراسرار ہے
جہاں تیرے ساکت دل میں میرے ارمان مچلتے ہیں

اے حقیقت حُسن!

اب تو بند کرلے اپنی ناز و ادا کی نگاہ
اور ہنسی، کھیل، روپ اور سنگار
واپس کر دے میرے مچلتے ہوئے ارمان
توڑ دے بیداری اور نیند کے جھوٹے بندِ نشاط
تاکہ میں اپنی محرومِ حیات لے کر
دور ہو جاؤں سچے خلوص اور اپنائیت کے خواب سے

ایک بار پھر نغمۂ پُر درد کی تان چھیڑے گا
بے پروائی اور بے توجہی کی جلن سے جھلسی ہوئی میری روح
اور سرنگوں ہو گا سارا نغمۂ آفاق
سکھ دکھ سے بے نیاز ہو کر
تیرے لامحدود وجود کے چاروں طرف
میں کھینچ دوں گا حدوں کی دیوار

ہارے، یہ جھنجھلاہٹ اور جلد بازی کا فیصلہ
آہ، کچھ کسر ہے کوئی کمی باقی رہ گئی ہے

○

میں نے دیکھی ہے تیری آنکھوں میں اپنی تصویر
اسی لیے تیرے حسن کی دھڑکنیں
سما گئی ہیں میرے دل کے زیر و بم میں
باندھ لیا ہے تو نے، اے محبوب!
میرے جاگتے ذہن کو اپنی جلوہ گری میں
اب تو میں تیرا قیدی ہوں
اور سو گیا ہوں تیرے آنچل کی چھاؤں میں

میں نے دیکھی ہے تیری آنکھوں میں اپنی تصویر
اسی لیے بہت کوشش کر کے
میں نے اپنے لاشعور کو جگایا ہے
اور خواب میں پکارتا ہوں تجھے
دیکھ کیسی آگ لگی ہے میرے جذبات میں ـــــــ!

جل رہا ہے میرا سارا وجود
سوزش اور جلن سے تڑپتا ہوا میرا دل
دھڑکنوں کو آزاد کر دینا چاہتا ہے اس خاکی جسم سے

میں نے دیکھی ہے تیری آنکھوں میں اپنی تصویر
اسی لیے دھیان سے دیکھتا ہوں تیری طرف
میرے تصورات کی دنیا میں
تو ایک بے مثل خواب کی طرح چھا رہا ہے
اور اپنے لاثانی حسن کے جمالوں کا دیپک
جلا رہا ہے سہاگ سیندور کی طرح
میرے جلتے وجود سے
پیار اور محبت کے شعلوں سے

میں نے دیکھی ہے تیری آنکھوں میں اپنی تصویر
اسی لیے چاہتا ہوں کہ دیکھ میری طرف
اپنی ان دو کالی مدھ بھری آنکھوں سے
صرف ایک پل کے لیے

اب راکھ کا ڈھیر بنتا جا رہا ہے
میرا سارا وجود
اب تو لا اپنی شمعِ حُسن کو میرے پاس
اپنے شعلہ عشق کو پھر سے بھڑکا لینا چاہتا ہوں
اور تیری روح کی گہرائیوں میں منور دیپک کو
اپنی روح سے چمٹا لینا چاہتا ہوں

میں نے دیکھی ہے تیری آنکھوں میں اپنی تصویر

لیکن تو دور ہوتا جا رہا ہے
اور تیری دور سے آتی ہوئی آواز
مجھ سے یہ کہتی ہے
میں نے اپنے حُسن کا دیپ جلایا ہے
تیری جلتی آرزوؤں سے
اپنے ناز و انداز کو سجایا ہے
تیری بے تاب تمنا اور تڑپتے عشق سے
تاکہ اپنے حسن کے لاثانی جمالوں کی منظر کشی کر سکوں

دنیا کی منتظر نگاہوں میں ـــــــــ
آہ، میں نے دیکھی ہے تیری آنکھوں میں اپنی تصویر

○

تیری راہ میں نگاہیں بچھائے کھڑا ہوں
دیکھ میری پر درد آہیں !
تجھے ڈھونڈ رہی ہیں
اڑتی ہوئی دھول کی طرح
کبھی دھیرے دھیرے کبھی تیز چکراتے ہوئے بگولوں کی طرح
عشق کی تپتی ہوئی دھوپ میں
سنسان ہجر کی ریگستانی راہوں میں
تیرے مرمریں جسم کے سکوں بخش چھاؤں کی تلاش کرتا ہوں
لیکن یہ تھکی تھکی سی ہواؤں کی صدا
ناامیدی کی اندھیری رات میں
میرے ذہن کو سلا رہی ہیں
چاروں طرف سے سائیں سائیں کرتا ہوا خاموش سناٹا
پکار پکار کر کہہ رہا ہے

لوٹ جانا ہوگا پیار کے اس دیس سے
پھر بھی میں خوف زدہ نہیں ہوں
حالانکہ پریشانی گھوم رہی ہے میرے چاروں طرف
اور تیرے حسن کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے
لیکن عشق کے طاقتور بازوؤں کی قسم
مجھے ضرورت ہے صرف ایک مختصر لمحہ کی
اور اسی لمحہ میں
میں اپنی محبت کی دنیا بساؤں گا
تیرے حسن کے دربار میں لے کر آؤں گا
اور ان فسوں ساز نگاہوں میں
محبت اور چاہت کی تڑپ بھر جاؤں گا
اس دنیا کے لیے ایک یادگار کے طور پہ

○

اے سندری تو سنتی نہیں میری بات!

کیا پتہ ؟
کہیں گم نہ ہو جاؤں ہجر کی اس اندھیری رات میں
بھٹک نہ جاؤں وقت کی پرپیچ راہوں میں،
پھر تیرے دل میں محبت کی تڑپ
اور نگاہوں میں گہرے غم کی اداسی ہو گی
تیرا کھویا کھویا سا ذہن، تھکا تھکا سا جسم
اور نہ جھپکنے والی خاموش پلکیں
ڈھونڈھ رہی ہوں گی میرے سائے کو
اس بحر فنا کے بیکراں سناٹے میں
پھر کہاں پائے گی تو مجھے!

بس ایک خواہش ہے میری اے سندری!

محبت کی شاہراہ پر
میں نے اپنے دل کی گہرائیوں سے نکال کر
غم والم کی سیج بچھائی تھی
اور بیقرار دلی آرزوؤں کے انبار کو
اپنے پر درد آہوں سے سجایا تھا
لگا لینا گلے انھیں کبھی
پل بھر کے لیے ہی سہی
لاج رکھ لینا میری اس درد بھری آواز کی، مایوسانہ امید کی
تاکہ لافانی محبت کی لامحدود وسعتوں میں
میری کراہتی روح، ہنس دے ایک پر درد ہنسی

○

جیسے اور سب ہیں ویسا تو نہیں!
اسی لیے آج خاموشِ محبت کے لب کھول رہا ہوں
تیرے دل کی دھڑکنوں سے ہم آہنگ ہو کر
ایک راز کی بات کہتا ہوں
میرا دردِ دل
تیرے جذبات کی گہرائیوں میں ڈوب کر
اس روئے حسیں کی حیا کو چھین رہا ہے
اب یہ پردہ داری کیوں؟
سب کے بیچ سے نکل کر
تو نے میرے خوابوں کی تعبیر سجائی ہے
سینکڑوں دھندلکوں کو چیر کر
یہ روشنی کی کرن آئی ہے
اور تیری آنکھوں کی یہ جھیل

جیسا اس کا جل ہے کسی اور کا نہیں
پیار کی لہروں سے بھرپور آبِ حیات کی طرح
اسی لیے اس جھیل کی گھنیری پلکوں پر
چاہت کی لتاؤں سے بھرے پوجا کے پھول چڑھاتا ہوں
میں پریم کے یہ پھول اس لیے سجاتا ہوں
کہ جو سب کچھ نہیں ہے وہ تو ہے

○

کون جانتا تھا کہ میری زندگی کے پردے پر
تیرا پیکرِ حُسن اپنے جمالوں کی رنگ آمیزی کرے گا
خوش رنگ لکیروں سے سکھ دکھ کی کہانیاں لکھ جائے گا
جن میں جنت کی بہاریں اور درد کا بیکراں راز جھلکتا رہے گا

کون جانتا تھا کہ دوپہر میں بھی
سورج کی کرنیں لطیف ہوں گی
تیرے حُسن کی آنچ
میری جان میں بیقراری بھر دے گی
تیری نگاہوں کے اشارے
آرزوؤں کو سرمست اور سرشار کردیں گے
میں نے یہی سمجھا کہ آج ہی بسنت ہے
محبت کے پھول یوں ہی کھلتے ہیں

لتاؤں کی سیج یوں ہی بچھتی ہے
اور یہ پھول چن کر خوشی کے دامن بھر لوں گا
لتاؤں پر چل کر تمناؤں کی منزل پالوں گا

کون جانتا تھا کہ تو میرے ساتھ چل رہی ہو گی
تیرے جسم سے آتی ہوئی ایک مست سی خوشبو
میرے ذہن پر مے نوشی کا نشہ سا طاری کر رہی تھی
تیرے اڑتے ہوئے آنچل کی لہریوں نے
سورج کی کرنوں میں آنند بھر دیا تھا
اور سہانی دوپہر کی روشنی میں تیرا متحرک وجود
سطح زمین پر جھلملاتی ہوئی شبنم کی طرح چمک رہا تھا

کون جانتا تھا کہ سورج کی کرنیں ماند پڑ جائیں گی
تیری زلفوں کی گھنگھور گھٹاؤں میں ناچتی ہوئی بجلی کے سامنے
خوشی کے نغموں کے پھول کی طرح شگفتہ
اور جنت کی طرح پاکیزہ
جب تیرے پر نور چہرے کی جلوہ نمائی ہو گی

میں نے دیکھا دور تک پھیلا ہوا آکاش
حد نظر پر زمین کی سرحدوں سے مل رہا تھا
ماہ و سال گزار کر
سکھ دکھ کاٹ کر
میں اپنے سپنوں کی تعبیر وہیں ڈھونڈھ رہا تھا
تیرے پاکیزہ وجود سے اپنی پوشیدہ محبت کا ملاپ

○

کیا تو مجھے نہیں دیکھتی ؟

لیکن میری آنکھوں میں چھپی ہوئی تمنائیں
تجھے ایک ٹک دیکھا کرتی ہیں
نگاہوں میں سپنوں کی دنیا لے کر
جدائی اور وصل کی کشمکش میں پھنسا ہوا
میری خاموشیوں کی صدائیں تجھے بلاتی ہیں
کیسے پاؤں تجھے ـــــ ؟
محبت کا پرسوز راز
دل کی اندھیری تہوں سے
صداقت کی روشنی کی طرح ابھر چکا ہے
تجھے پالینے کی خواہش جاگ اٹھی ہے
تیرے جمالوں کی نمو اور ارتقا کی طرح

کیا تو میرا دل توڑ دے گی ؟

کانپ جاتا ہے میرا ذہن
سہم جاتا ہے میرا پیار
تو اتنی بے درد تو ہو نہیں سکتی
کہ امرت میں گھلے محبت کے گیتوں کو
ناگن بن کے ڈس لے
لوگ تجھے اجنبی کہتے ہیں
پتھر دل کہتے ہیں۔
لیکن میرے آنسوؤں سے بھری پریم کی بانی
تیرے مرمریں جسم پر شبنم کے قطروں کی طرح جھلملائے گی
اور تو سکون و طمانیت سے
روحانی مسرت کی گہرائیوں میں ڈوب جائے گی

○

میں نے تجھے دیکھا ہے، میرے محبوب!

چاہے وہ موسم سرما کی سرد ہوائیں ہوں
یا گرمیوں کی تپتی دھوپ
یا پھر برسات کی گھنگھور گھٹائیں
ہر رُت میں تیرا سنہرا روپ
شگفتہ نظر آتا ہے

میں نے تجھے دیکھا ہے!

جب صبح کی پھوٹتی شفق
تجھے سلام کرتی ہے
اور دوپہر کی کرنوں سے
جذبات کی آنچ نکلتی ہے
اور جب نظریں جھکائے ہوئے شام

تیری زلفوں کے نرم سائے کے پیچھے چلی آتی ہے
اسی طرح تو میرے خواب بیداری میں آتا ہے
اور اچانک اوجھل ہو جاتا ہے
دن اور رات یہی محسوس کرتا ہوں
کبھی تیرے قدموں کی چاپ اور کبھی بھیانک سناٹے کی آواز

میں نے تجھے دیکھا ہے
اسی طرح گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ
اور پریم کے دیپ جلاتا ہوں
دکھ سکھ سے رو ہنس کر
تیری پوجا سے اپنی پیاس بجھاتا ہوں
لیکن کسی نے نہیں جھانکا میرے دل کی گہرائیوں میں
اور نہ ڈھونڈا اس میں چھپے ہوئے درد کو
تو نے بھی نہیں
اور نہ میں خود ہی یہ بھید جان پایا

میں نے تجھے دیکھا ہے!

جب بھی میں نے اپنے دل کی گپھاؤں میں جھانکا ہے
اپنے من مندر میں سدا ہی
تیری تصویر کو پایا ہے
سورج کی کرن کی طرح قوس قزح کی رنگ آمیزی سے بھرپور
اور میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں
ایک میٹھے درد سے بے تاب ہو کر
اور میرا پریم نئی کونپلوں کی طرح کھل اٹھتا ہے
اور پکار اٹھتا ہے
کہ میں نے تجھے دیکھا ہے

○

زندگی کی آڑ سے موت پکارتی ہے
تو کہاں چلی جا رہی ہے !
اے میری روح !
میں تیرے حسن کی راہ میں بھولے سے چلا آیا تھا
اور سانسوں کی خوشبو سمیٹ کر
تیرے پیغام حیات کو
دل کی دھڑکنوں سے سجایا تھا
کیا یہی ہے تیرا پیار ؟
کہ پیار کا جواب اب پیار سے نہیں دیتی
تو تو چلی جا رہی ہے !
لیکن اب میرے واپس ہونے کا امکان نہیں

زندگی کی آڑ سے موت پکارتی ہے

تو کہاں چلی جا رہی ہے!
اے میری روح!
میرے دل کی آڑ میں چھپا ہوا پیار کا پنچھی
تیری زلفوں کے جال میں پھنس چکا ہے
اچھا، اگر میں بھولے سے ادھر آ بھی گیا تھا
تو تو کیوں میری راہ میں بھول پڑی تھی
اور سیکڑوں کو چھوڑ کر میرے پوشیدہ دل کی طرف اشارہ کیا تھا
کیا تیری آنکھوں کے یہ دل نشیں اشارے
صرف ہنسی مذاق کی رنگینیاں تھیں؟

زندگی کی آڑ سے موت پکارتی ہے
تو کہاں چلی جا رہی ہے؟
اے میری روح!
اگر پریم دیا تھا
تو پھر کیوں اکیلا چھوڑ کر جا رہی ہے؟
اس بھری دنیا میں بے یار و مددگار
اپنوں اور بیگانوں کے درمیان سے راہ نکال کر

تجھ سے رازونیاز کی روحانی مسرت کی تمنّا کی تھی
اک غلط امید کی سعادت کی جھلک دکھا کر
تو چلی جارہی ہے دردِ دل جگا کر
کیا یوں ہی راہ میں اکیلا چھوڑ دے گی؟

○

میں اس اداس ندی کے کنارے بیٹھا ہوں اکیلا
تیرے انتظار کی چھاؤں میں
اب تو دن ڈوب چلا، اے میرے محبوب!
سکھ دکھ کے سیکڑوں پردے چاک کر کے
روشنی کی کرن شبِ وصل سے ہم آغوش ہو رہی ہے
اور میں خاموش
شام کے بڑھتے ہوئے سائے دیکھ رہا ہوں
دن تو ڈوب چلا
لیکن اسی دن کے پیچھے تیرے سائے کو ڈھونڈ رہا ہوں
کہاں ہے تو
کہاں ہے تیری نگاہوں کی جھیل؟
جو اس ندی سے بھی زیادہ خاموش ہے
لیکن حسن کی لہروں سے بھرپور

میں اس اداس ندی کے کنارے بیٹھا ہوں اکیلا
اور میری محبت کی خاموش صدا
وہی پرانی الفت کی آواز
بلا رہی ہے تجھے ـــــ آ میرے پاس
اس گھاٹ پر
جہاں کوئی اور ناؤ آ کر نہیں رکتی
اس پنگھٹ پر
جہاں کوئی اور پانی بھرنے نہیں آتا
آ ـــــ اس سنسان پگڈنڈی پر
یہاں کوئی اور نہ ہوگا میرے اور تیرے سوا

میں اس اداس ندی کے کنارے بیٹھا ہوں اکیلا
اور ندی کے اس پار
دور تک پھیلے ہوئے میدان میں
روشنی کی ڈوبتی ہوئی کرنیں
تاریکی کے سائے سے ڈھکتی جا رہی ہیں
ہوا کی خفیف سی جنبش بھی

یہ نہیں کہتی کہ کوئی آ رہا ہے
میں ایک ٹک دیکھ رہا ہوں
بہتی ہوئی ندی کو
جس کا پانی
میری منتظر نگاہوں کو دھیرے دھیرے بہائے لیے جا رہا ہے

یہ بڑھتا ہوا اندھیرا
یہ گھٹتی ہوئی روشنی
اور ان کی یہ باہم آنکھ مچولی
کسی بات میں، کسی چیز میں جی نہیں لگتا

میں اس اداس ندی کے کنارے بیٹھا ہوں اکیلا
اور تاریکی کی گھنیری تہوں کو چیر کر
تجھے دیکھنا چاہتا ہوں
امرت میں گھلی ہوئی تیری گیتوں بھری آواز
سننا چاہتا ہوں
میں ان جگہوں پر چلا جاتا ہوں
جہاں اکثر تیرا چاند سا چہرہ

چاندنی میں نہا کر نکلتا ہے
اور میں دیکھتا رہ جاتا ہوں
تیرے حسن سے ڈھلے ہوئے مجسمہ کو

میں اس اداس ندی کے کنارے بیٹھا ہوں اکیلا

اور تیرے انتظار میں
یوں ہی تصورات کی پرچھائیوں سے کھیل رہا ہوں
ندی کی لہروں کو گن رہا ہوں
جو تیرے آنچل کی طرح لہرا رہی ہیں
لیکن کب تک
دور تک پھیلی ہوئی انتظار کی یہ گھڑیاں
نظر نہ آنے والے طوفانی بگولے
بیچ میں حائل یہ جل کی ریکھا
نہ جانے اور کتنے اجنبی کالے پہاڑ
میرے اور تیرے بیچ رکاوٹ بنے کھڑے ہیں

میں اس اداس ندی کے کنارے بیٹھا ہوں اکیلا

اور تھک گیا ہوں
اتنے لمبے راستے میں کہاں ڈھونڈوں تجھے
اب تو الجھنوں میں پھنس گیا ہوں
ناامیدی کے پتھریلے ویرانوں میں کھو گیا ہوں
لیکن پھر بھی
تیرے حُسن کی آنچ سے میرا دھڑکتا ہوا دل
لگاوٹ اور محبت سے بے تاب ہو کر
تیری یادوں کے سیلاب میں بہتا جا رہا ہے

میں اس اداس ندی کے کنارے بیٹھا ہوں اکیلا
لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے میرے نزدیک کوئی ہے
کون ہے، کون ہے ـــــ کون ہے یہ ؟
تیرا فسوں ساز تصور ـــــ ہاں تیرا ہی وجود
یہ تنہائی میں باتیں اسی سے تو کر رہا ہوں
لیکن کچھ بھی نہیں سُن رہا ہے تو
میری آواز سناٹوں سے ٹکرا کر
میرے ہی پاس لوٹ آتی ہے

میں اس اداس ندی کے کنارے بیٹھا ہوں اکیلا

اور اب میں رو پڑتا ہوں
لیکن میرے آنسوؤں کو کوئی نہیں دیکھتا
کوئی آکر تسلی نہیں دیتا
جب تو ہی نہیں آتا تو کوئی اور کیوں آئے گا
اس لیے کہ آرزوؤں کا اتنا بڑا طوفان
تمناؤں کا ایسا جذباتی سیلاب
کبھی میرے دل میں کسی اور کے لیے نہیں
اور اگر کوئی آئے گا بھی تو ـــــ
تو کچھ تسلی کے الفاظ، اچھی بری باتوں پر نصیحت کی باتیں
یہی ہو گا میرے جسمانی سکون کے لیے
لیکن جب تو آئے گا
تو میں اپنی روح سے پیار انڈیل کر
تیرے حسن میں بجلی کی تڑپ اور چاندنی کا سکون بھر دوں گا
پھر تو میری محبت کی آغوش میں آ کر
روحانی مسرت میں ڈوب جائے گا
راز دنیا ز وہاں میری تقدیر ہو گی

پھر میں یہ کبھی نہیں کہوں گا
کہ مجھ سے کوئی محبت نہیں کرتا

میں اس اداس ندی کے کنارے بیٹھا ہوں اکیلا
انھیں حسین خیالوں کے بیچ
اور تیری محبت سے دور
پہاڑ سا وقت کاٹ کر
اپنے خوابوں کی تعبیر کے انتظار میں
کہاں ہے تیرا پریم، کہاں ہے تیرے ملن کا آنند؟

میں اس اداس ندی کے کنارے بیٹھا ہوں اکیلا
میری تنہائی میں انتظار کی تڑپ موجود ہے
پھر تیرے دل میں یادوں کی بے چینی کیوں نہیں؟
دیکھ، چاند پھیلے ہوئے کالے درختوں کے پیچھے سے ابھر رہا ہے
جس میں تیرے روپ کی کہانیاں موجود ہیں
اور میں ایک چکور کی طرح تیری طرف نگاہیں اٹھائے ہوئے
جدائی کی رات کاٹ رہا ہوں

تنہائی کے درد سے اٹھتے ہوئے آنسوؤں کو پی کر
تیرے لیے دعائے خیر کر رہا ہوں
لیکن یہ بیقراری کا طوفان
ہائے، اس اداس چاندنی میں تیرے پریم کی روشنی نہیں

میں اس اداس ندی کے کنارے بیٹھا ہوں اکیلا
اگر تو اب بھی نہیں آئے گا
تو میں انتظار کی گود میں سو جاؤں گا
پھر بھی یہ کھیل ختم نہیں ہوگا
اور خوابوں کے اٹھتے ہوئے طوفان میں
میں تجھی سے پریم کرتا رہوں گا

○

آہ ــــــ اے میرے دھڑکتے ہوئے دل!
اس کائنات میں گونجنے والے پریم کے سنگیت کو
کیسے تونے اپنے اندر سمیٹ لیا
کون سا وہ مبارک دن تھا جب حُسن کی کرنیں
تیری گہرائیوں میں سندھیا کی روشنی کی طرح ڈوب گئیں
جب تیری دھڑکنوں کی سروں نے محبت کا گیت گایا تھا
کسی کی زلفوں کی گھٹاؤں پر
وہی گیت، بِرہ کا وہی سنگیت
آج بھی اٹھائے پھر رہا ہے اپنی دھڑکنوں کے سُروں پر

آہ ــــ اے میرے بے تاب دل!

اس دن کے بعد
نہ جانے کتنی بار آہوں کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے

تڑپ کی بجلی چمکی ہے
آرزوؤں کے طوفان اٹھے ہیں
اور جذبات کی گرج میں اچانک چلا اٹھی ہیں بے تابیاں
ہزارہا سال سے سلگتی ہوئی آگ
روح کو جلا رہی ہے
من میں چھپے ہوئے آنسوؤں کے ساگر
جن میں زندگی کی لہر کانپ رہی ہے

ہائے رے میرے بیکس دل!

کیا اس دن کے بعد
ایسا ہی ہوا ہے ماضی میں بھی ہر پریمی کے ساتھ؟
کیا ہر محبوب نے
جواب دیا ہے محبت کا آنسوؤں سے بھرا؟
جس طرح دھرتی اپنے سینے میں چھپی بے پناہ تکلیفوں کو دور کر کے
اپنے سینے سے چمٹا لیتی ہے افق کے پار آکاش کو
کیا گرد آلود بندھنوں سے آزاد ہو کر، ویران خلا میں سر اٹھا کر
اپنے سینے سے نہیں لگا سکتا عشق حسن کو؟

ان سب پریمیوں کا یہ گیت، درد بھرا سنگیت
کہاں سے اپنا لیا تو نے ؟
چھپ چھپ کر رونے کے لیے، اپنی دھرتی کا دامن بھگونے کے لیے
کہاں سے جمع کر لیا غم والم کے بادلوں کو تو نے ؟
تمناؤں اور آرزوؤں کے قدم بڑھا کر
کیوں نا امیدی کے کھڈ میں گر پڑا ہے تو ؟

آہ — اے میرے تڑپتے ہوئے دل !
اب اندھیرے کا راج ہے تیرے چاروں طرف
لیکن خاکی جسم میں اکیلا سناٹے میں پڑا ہوا
تو رومانی کہانی پڑھ رہا ہے سب کچھ بھول کر
اور دھڑک رہا ہے اسی رفتار سے کسی کی محبت کی مالا لیے
کہاں ہے اس دن کا وہ نظّارہ حسن ؟
جس کے پیروں کو چومتے ہوئے تو نے اس کے سر کی بلائیں لی تھیں
کہاں ہے وہ روشنی جس کی لہروں نے لافانی جھلک دکھا کر
تیری نگاہوں سے، بڑھتی ہوئی طویل شام کو دور کر دیا تھا
اک شاہراہ پر بجلی چمکی تھی

اور تو ـــ اے دل پھول سے انگارا بن گیا تھا
کہاں ہے وہ پری رو، کہاں ہے وہ شعلۂ حسن ؟
جس نے ایک دیوی کی تخلیق کی تھی اس دل میں
چاندنی میں نہائی ہوئی ــــــــ

سُن اے میرے بیقرار دل، پیار میں بھٹکتے ہوئے دل !
جہاں سدا بہار موسم ہے
جہاں جدائی کی تڑپ اور بے چینی نہیں
جہاں بے خواب آنکھوں میں
دکھ بھرے ارمانوں کی اداسی نہیں
وہ وہیں ہے
جہاں چنچل ناز و ادا بوس و کنار ہو کر دلوں پہ بجلی گراتی ہے
وہ وہیں ہے
جہاں تمناؤں اور آرزوؤں کی جنت کا عالی شان محل کھڑا ہے
سن لیا اے میرے بھولے بھالے دل تو نے !
تیری وہ منزل نہیں
گرم رخساروں کے وہ پر عظمت اور پُر جلال عکس
تیرے لیے نہیں

بس یہ دوری ——— یہ جدائی
لامحدود فضاؤں میں غموں سے بھری ہوئی جنت
یہی ہے تیری منزل، اے میرے دھڑکتے ہوئے دل!

○

میں نے تجھے سپنوں کی دنیا میں چھپا رکھا ہے
دن اور رات کے طوفانی چکر سے بچا کر
اپنے تصورات کے لمحوں میں بسایا ہے
تجھے حسن کا روپ دے کر اپنے دل میں بٹھایا ہے
میرا دل جہاں ایک نامعلوم سکوت تھا، ویرانیوں کی بے حسی تھی
اب دھڑک رہا ہے وہی دل
ایک پجاری بن کر صنم آشنا ہو گیا ہے
محو ہو گیا ہے تیری گرمیٔ حسن کے قالب میں ایک جاں ہو کر
جیتی جاگتی یادوں کی یہ بستی
جہاں روپ و سنگار کی سج دھج ہے
بہاروں کی پھوہار پڑ رہی ہے
سکھ دکھ کے بیچ، خوشی اور غم سے مل کر
ایک میٹھے درد کا احساس ہے مجھے

میری خوابیدہ روح کے اندر دن رات ایک سپنے کی طرح
اے میری حسین یاد
تیری مسلسل چاپ سُنائی دیتی ہے

میں نے تجھے سپنوں کی دنیا میں چھپا رکھا ہے
لوگ کہتے ہیں کہ میں پھینک دوں بھول جاؤں تجھے
کیسے ——— ؟
یہ خاموش آہٹیں اور من ہی من میں محسوس ہونے والا آنند
دل کی ویرانیوں کو جیت لینے والی بہار کی یہ ہوائیں
میں کیسے بھول جاؤں
زندگی سے بھرپور یاد کی ان لہروں کو
جن میں حسن کی ہزارہا جھلکیاں ہیں
پتھر کو توڑ کر آبِ حیات بنا دینے کا جوش ہے
بے حسی سے چونکا کر زندگی کا نشاط بھر دینے کی ترنگ ہے
جب سناٹے کا راج ہوتا ہے چاروں طرف
اور سائے پھیل جاتے ہیں اندھیری رات کے
تنہائی کی اس طویل غنودگی کے عالم میں

جب میرے پاس کوئی اور نہیں ہوتا
تب اے حسین یاد، میں اپنے احساس کی بے حسی توڑ کر
تجھے اپنے سینے سے لگا لیتا ہوں
چوم لیتا ہوں تیرے سلگتے ہوئے ہونٹ
اور میرا تنفس جاگ اٹھتا ہے تیری حیات بخش لمس کی راحت سے
دل کی دھڑکنوں کا ساز بج اٹھتا ہے

اب تو ہی بتا۔
میں تجھے کیسے بھول جاؤں، اے میری حسین یاد ؟

میں نے تجھے سپنوں کی دنیا میں چھپا رکھا ہے
لیکن میرے دوست بھی یہی کہتے ہیں
بھول جا اس حسین یاد کو، ان لمحوں کو جب اسے اپنایا تھا
لیکن میں انھیں سے پوچھتا ہوں کیسے یہ ممکن ہے ؟
تم ہی نکال دو میرے خیالوں سے اُس حسین یاد کو
میں تو بھول نہیں سکتا
اب تو میرے جسم کا عضو عضو دل بن چکا ہے
اور بے شمار دھڑکنیں انگ انگ میں بسی ہوئی

راحت بخش رہی ہیں زندگی کو
اب جاگ اٹھی ہے میری پوشیدہ روح
اور میری حدِ نظر تک
پھیلے نظر آرہے ہیں زندگی اور جوانی کے گل و گلزار
میں اس خنک بخش یاد کو
نہیں بھلا سکتا، نہیں بھلا سکتا
یہ میری روح میں پھیلی ہوئی ہے ابدی زندگی کی طرح

میں نے تجھے سپنوں کی دنیا میں چھپا رکھا ہے
مذہب اور رسم و رواج کے رنگین جال
سماج اور سیاست کے بے رحم ہاتھ
آگئے ہیں مجھے گرفتار کرنے
لیکن گناہ و ثواب کے برہنہ روپ کو فراموش کرکے
میں محوِ خواب ہوں اپنی حسین یاد کی رنگیلی سیج پر
اور سُن رہا ہوں تیری نرم اور پیاری آہٹیں
چونک جاتا ہوں اور حیرت سے انھیں سنتا ہوں
اس لیے کہ مانوس ہے میرا دل ان سے

یہ تیرے قدموں کی آواز نہیں دل کی دھڑکنیں ہیں
ہاں ــــ کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے
تو لپٹ کے سو رہی ہے میرے سینے سے
در یہ دھڑکنیں ـــــ
میرے اور تیرے دل کی دھڑکنیں چوم رہی ہیں ایک دوسرے کو
پیار کر رہی ہیں
ت ــ مجھے اپنے سے اتنا قریب محسوس کر کے
ں کے شعلوں کی طرح کانپ اٹھتی ہے میری زندگی
ساری کائنات سحر کے پُر اسرار مناظر
یرت سے ایک ٹک دیکھتے رہ جاتے ہیں سپنوں کے اس ملن کو
اب ہلچل مچ رہی ہے سارے سنسار میں
اور میری اس رسیلی نیند کو چیرتے ہوئے مسلسل ہنگامے
چیخ چیخ کر یہ کہتے ہیں
الگ کر دو پیار کا یہ سنگم، خشک کر دو محبت کا سرچشمۂ حیات
اور میں ایک بے زبان، بے یار و مددگار اکیلا
پھنس گیا ہوں سنسار کے اس ان دیکھے جال میں
لیکن اے میری حسین یاد

تو میرے تھرائے ذہن پر ایک شبنم کی بوند کی طرح
دمک رہی ہے ایک بے مثال موتی بن کر
تیرا یہ بے لباس جسم میرے پیار سے سجی پوشاک میں
متبرک اور عظیم معلوم ہو رہا ہے ایک پراسرار مورتی کی طرح
میں ایک ٹک دیکھ رہا ہوں تجھے اپنی نہ جھپکنے والی آنکھوں سے
اور ظالم دنیا کو ویران کر دینے والے ہاتھوں کو ہٹا کر
ڈھک دیتا ہوں پیار کے آنچل سے تیرے روئے حسین کو
اور ہمیشہ سر سبز و شاداب
اس آنچل سے تیرے جھلکتے ہوئے حسن کو
چوم لیتی ہیں میری نگاہیں صبح کی نرم روشنی کی طرح
ساکت رہ جاتی ہے ساری کائنات
اور میں بے خبر، بے پروا
تجھے اپنے دل سے قریں محسوس کرتا ہوں
اور میں قسم کھاتا ہوں، تیری ہی قسم
میں تجھے کبھی نہیں بھلاؤں گا اے میری حسین یاد!

میں نے تجھے سپنوں کی دنیا میں چھپا رکھا ہے

لیکن آہ ـــــ میری ماں بھی یہی کہتی ہے
بھول جا میرے بچے اپنی اُس حسین یاد کو
اور میں بے سان و گمان دیکھتا ہی رہ جاتا ہوں یکایک خاموش ہو کر
دکھ درد سے سجی ہوئی اپنی حسین یاد کو
اور سادگی میں لپٹی ہوئی ممتا کے پیار کو

ماں کی آواز
گونجتی رہ جاتی ہے دل کی گہرائیوں میں
سالہا سال کی امیدوں میں ڈوبی ہوئی
کون جانتا تھا کہ پلک جھپکتے ہی
دل ہی دل میں بہت دور ڈوب جائے گی میری حسین یاد
آہ ـــــ میرے احساس کی کشمکش
دل پر جمتی جا رہی ہے خون کے آنسو بن کر

اے میری حسین یاد!
تو مقابلہ نہیں کر سکتی ممتا کی ان آرزوؤں کا
جو نہ جانے کتنے زمانے سے چھپی ہوئی تھیں میرے دل میں
شاید ازل سے ـــ!
اور ابد تک ـــــ!

ان کی دلکشی اور ملائمیت
ایک خوشبو کی طرح لپٹی رہے گی میرے وجود سے

میں نے تجھے سپنوں کی دنیا میں چھپا رکھا ہے
لیکن جا ــــ چلی جا مجھ سے دور
اے میری حسین یاد !
تو بھی سن رہی ہو گی میری یادوں کی پکار
میں تیری منزل نہیں، اور تو میری منزل نہیں
اسی لیے کہتا ہوں کہ جا ــــ مت رک
دنیا میں پھیلے ہوئے اندھیرے سے مت ڈر
لے جا میری محبت کا چراغ
چھپا کر اپنے حسین آنچل کی اوٹ میں
لیکن اے میری حسین یاد !
بچ بچ کر چلنا زمانے کی طوفانی ہواؤں سے
کہیں بجھ نہ جائے میرے پریم کا یہ دیپک
پھر تو کھو جائے گی
اور میں نہیں دیکھ سکوں گا تجھے اپنے تصور کی نگاہوں سے

جہاں تک بچا کر لے جائے گی اس چراغ کی لو کو
اسی کے سہارے
تیرا پیچھا کرتے رہیں گے میرے مچلتے ہوئے ارمان
اے میری حسین یاد !
یہ نہ سمجھ کہ میں بھولتا جا رہا ہوں تجھے
میں دیکھ رہا ہوں تجھے یہاں اکیلا بیٹھا ہوا
نیلے آسمان کے آنچل کی اوٹ سے، تاروں بھری رات کی چھاؤں میں
جھانک رہا ہے چاندنی میں نہایا ہوا تیرا دلکش چہرہ
اور اسی لیے ایک ٹک دیکھ رہا ہوں
کہیں کھو نہ دوں تجھے ——
آ، آ —— مت جا مجھ سے دور
تجھے اپنے سینے سے لگا کر اپنی ماں کی گود میں چھپا لوں گا
اور دولتِ آفاق کی طرح
تجھے پالوں گا اسی ممتا کی گود میں
